1 معاشی صورتحال اور خلاصہ

1.1 عمومی جائزہ

مالی سال 11ء کی دوسری سہ ماہی کے آغاز (اکتوبر 2010ء) پر صورتحال یہ ہے کہ اگست میں آنے والے سیلاب کی تباہی کے بعد چھائی ہوئی ناامیدی کم ہونے لگی ہے۔ اگرچہ بہت سی دشواریاں باقی ہیں اور کچھ نئی سامنے آئی ہیں تاہم یہ ضروری ہے کہ م س 11ء کی پہلی سہ ماہی کے واقعات کا جائزہ لیا جائے اور یہ دیکھا جائے کہ تب سے اب تک معاملات کس نہج پر آگے بڑھے ہیں۔

جدول 1.1: منتخب معاشی اظہاریے

		م س09ء	م س10ء	م س11ء
شرح نمو (فیصد)				
بڑے پیمانے کی اشیا سازی	جولائی تا جنوری	-5.3	3	1
برآمدات (ایف او بی)	جولائی تا فروری	3.5	1.9	24.6
درآمدات (سی آئی ایف)	جولائی تا فروری	-1.5	-8.2	17.3
ٹیکس محاصل (ایف بی آر)	جولائی تا جنوری	23	10.2	10.9
صارف اشاریہ قیمت (12 ماہی متحرک اوسط)	فروری	21.7	12.6	13.9
نجی شعبے کا قرضہ	جولائی تا مارچ	3.8	4.8	6.7
رسد زر (زر2)[1]	جولائی تا مارچ	2.1	5.7	9.4
ارب امریکی ڈالر				
مجموعی سیال ذخائر[2]	آخر فروری	10.6	15.1	18.1
آمد ترسیلات	جولائی تا فروری	4.9	5.8	7
خالص بیرونی سرمایہ کاری	جولائی تا جنوری	1.9	0.9	1.2
فیصد جی ڈی پی[3]				
مالیاتی خسارہ	جولائی تا دسمبر	2	2.7	2.9
تجارتی خسارہ	جولائی تا فروری	7.2	5.4	5.4
جاری حسابات کا خسارہ	جولائی تا فروری	4.9	1.7	0.05

1 19 مارچ تک
2 اسٹیٹ بینک اور کمرشل بینکوں میں
3 نسب نما میں پورے سال کے جی ڈی پی پر مبنی

اگرچہ م س 11ء کی پہلی سہ ماہی پر سیلاب کا معاملہ حاوی رہا تاہم مسلسل مالیاتی مسائل جو اسٹیٹ بینک سے حکومت کی حد سے متجاوز قرض گیری کی شکل میں سامنے آتے رہے ابھی تک معیشت کو نقصان پہنچا رہے ہیں۔ اس کے علاوہ بجلی کے شعبے میں گردشی قرضے اور بعد میں حکومت کی اجناسی کارروائیوں کے ایک مسئلے نے اسٹیٹ بینک اور بینکاری نظام کے لیے مشکلات پیدا کیں جو ابھی تک برقرار ہیں۔

کلی معاشی سطح پر تعطل کے شکار آئی ایم ایف پروگرام نے، جس کا محور بڑھتا ہوا مالیاتی خسارہ تھا، حکومت کو مجبور کر دیا کہ اسٹینڈ بائی ارینج منٹ میں نو ماہ کی توسیع کر کے اسے ستمبر 2011ء تک لے جایا جائے۔ اب جا کر (15 مارچ 2011ء) ایک صدارتی فرمان کے ذریعے مذاکرات میں کسی قدر کامیابی ہوئی ہے۔ محاصل میں اضافے اور اخراجات میں کمی کے لیے مالیاتی اقدامات کا اعلان کیا گیا۔[1] محاصل سے متعلق اقدام میں جی ایس ٹی سے استثنا ختم کرنے اور موجودہ انکم ٹیکس گزاروں پر مزید بوجھ ڈالنے پر توجہ مرکوز کی گئی ہے۔

---

1 حکومت نے 210 ارب روپے مالیت کے اقدامات کا اعلان کیا جس کے تحت اخراجات میں 120 ارب روپے کٹوتی کا منصوبہ ہے (100 ارب روپے پی ایس ڈی پی میں کٹوتی سے اور 20 ارب روپے جاری اخراجات پر قابو پانے سے بچیں گے) نیز اضافی 90 ارب روپے جمع کرنے کا منصوبہ ہے (53 ارب روپے نئے ٹیکس سے اور 37 ارب روپے رساؤ کو روکنے سے ملیں گے)

اگرچہ یہ مثبت قدم ہے تاہم اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ محاصل کا مسئلہ کس قدر سنگین ہے۔ ٹیکس کی اساس کو بڑھانا بلاشبہ ساختی اصلاحات میں دشوار ترین قدم ہے جس کے لیے سب سے زیادہ سیاسی عزم درکار ہے۔ چنانچہ اس حوالے سے جمود یا مزاحمت کا احساس قابل فہم ہے تاہم یہ سمجھ لینا چاہیے کہ مستقبل میں اس سلسلے میں قابل ذکر کامیابی سے پاکستانی معیشت کے لیے راستے آسان ہو جائیں گے۔

مالی سال 11ء کی پہلی سہ ماہی کا ایک اور مثبت پہلو عالمی منڈی میں بلند قدر اضافی کی حامل ٹیکسٹائل کی بڑھتی ہوئی قیمت ہے۔ پہلی سہ ماہی میں جو بتدریج اضافہ ہوا تھا دوسری سہ ماہی میں اس کی رفتار تیز ہو گئی جیسا کہ خام کپاس کی بنیادی قیمت سے ظاہر ہے۔[2] اس مثبت دھچکے، کارکنوں کی ترسیلات کی ریکارڈ آمد، تباہ کاری سے نمٹنے کے لیے ملنے والی امداد اور اتحادی سپورٹ فنڈ نے بیرونی شعبے کو سہارا دیا۔ اس سے پاکستان کے زر مبادلہ کے ذخائر ریکارڈ بلندیوں تک پہنچے، پاکستانی روپیہ مستحکم رہا، آمدنی زرعی شعبے کو منتقل ہوئی اور نجی شعبے کے قرضے کی تقسیم بڑھ گئی۔ آئندہ م س 11ء کی آخری سہ ماہی (اپریل تا جون 2011ء) میں بیرونی شعبے پر دباؤ بڑھ سکتا ہے اور تیل کی بین الاقوامی قیمتوں میں حالیہ ردوبدل کی وجہ سے حالات مزید بگڑ سکتے ہیں۔

جہاں تک حقیقی شعبے کا تعلق ہے اسٹیٹ بینک کی نمو سے متعلق 2 سے 3 فیصد کی پیش گوئی میں پہلی سہ ماہی کے بعد سے کوئی فرق نہیں آیا ہے۔ اگرچہ کپاس اور چاول کی فصلیں سیلاب سے متاثر ہوئیں تاہم یہ اثر اتنا زیادہ نہ تھا جتنا اندیشہ تھا۔ اس سے بھی اہم بات یہ ہے کہ سیلاب کے حوالے سے ایک مثبت پہلو گندم کے زیر کاشت رقبے میں اضافہ اور گنے کی بہتر فصل تھی۔ گندم کا پیداواری ہدف ڈھائی کروڑ ٹن اگرچہ زائد معلوم ہوتا ہے، توقع ہے کہ پاکستان ہدف پورا کر لے گا۔[3] چاول اور گنے کے سلسلے میں بھی یہی صورتحال ہو سکتی ہے جس سے مالی سال 12ء میں معیشت متاثر ہوگی۔

تاہم اشیا سازی کے حوالے سے توانائی (خصوصاً گیس) کی شدید قلت اور موجودہ سیاسی غیر یقینی کیفیت نے پیداواری سرگرمیوں میں رکاوٹ ڈالی ہے۔ علی الخصوص کھاد کا شعبہ ناکافی گیس کی بنا پر متاثر رہا ہے۔ اسی طرح بعض ٹیکسٹائل یونٹوں کو ناکافی توانائی کی وجہ سے کام معطل کرنا پڑا ہے۔ موسم گرما کی آمد پر بجلی کی قلت سنگین تر ہونے کا خدشہ ہے جبکہ گیس کی صورتحال بہتر ہونی چاہیے کیونکہ گھریلو ہیٹنگ کی ضرورت کم ہوگی۔

مثبت پہلو یہ ہے کہ پچھلے سال گندم کی بلند قیمت سے دیہی معیشت میں جو تیزی آئی وہ کپاس کی بلند قیمتوں کی صورت میں جاری ہے۔ سمعی شواہد سے اندازہ ہوتا ہے کہ گاڑیوں کی دیہی طلب توقع سے زیادہ تھی جس سے شہری شعبے میں ہدف سے کسی قدر کم طلب کی تلافی ہو گئی۔ بہرحال سیلاب کے بعد تعمیر نو کی سرگرمیوں کی توقع پوری نہیں ہوئیں جس کی بنیادی وجہ یہ ہے کہ مالیاتی کھاتوں پر پہلے ہی دباؤ ہے اور پی ایس ڈی پی میں کٹوتیاں ہوئی ہیں۔ لہٰذا تعمیرات کے شعبے (اور متعلقہ ذیلی شعبوں) میں معاشی سرگرمیاں توقع سے کم رہی ہیں اور اسی طرح رہنے کا امکان ہے۔

گرانی پر نگاہ ڈالی جائے تو صورتحال دلخوش کن نہیں۔ اگرچہ م س 11ء کے لیے ہمارے تخمینے معمولی سی کمی سے 14.5 تا 15.5 فیصد ہو گئے ہیں، خدشہ ہے کہ گرانی کی توقعات مضبوط ہوتی جارہی ہیں۔ یہاں متعینہ اور غیر متعینہ قیمتوں کے درمیان امتیاز کرنا ضروری ہے: گرانی کے حوالے سے عام تاثر متعینہ قیمتوں کے بارے میں ہوتا ہے (مثلاً ایندھن کی خردہ قیمتیں، بجلی کے نرخ، گندم کی سرکاری قیمت) جس پر اسٹیٹ بینک کا زیادہ

[2] م س 11ء کی دوسری سہ ماہی میں کپاس کی قیمتیں 44 فیصد بڑھ گئیں اور جنوری 2011ء اور 7 مارچ 2011ء کے درمیان مزید 56 فیصد اضافہ ہوا۔ یہ اعداد و شمار فائبر کی 7 منڈیوں کا اوسط ہیں اور ''باورانا لینکس'' سے ماخوذ ہیں۔

[3] واضح رہے کہ م س 10ء میں گندم کی پیداوار 23.9 ملین ٹن رہی تھی۔

اختیار نہیں ہوتا۔ تاہم ہم سمجھتے ہیں کہ مالیاتی خرابیوں اور مرکزی بینک کی مالکاری کا کردار -- جسے لوگ بجا طور پر کرنسی نوٹوں کا چھاپنا سمجھتے ہیں -- نرخوں اور اجرتوں کے تعین کے رویے میں اہم سے اہم تر ہوتا جارہا ہے۔ یہی وہ مقام ہے جہاں گرانی کی توقعات غیر متعینہ قیمتیں بڑھانے میں اپنا کردار ادا کرتی ہیں۔ اس بات کو زیادہ آسان الفاظ میں یوں کہا جا سکتا ہے کہ اسٹیٹ بینک کی مالکاری اور غیر متعینہ قیمتوں کا تعلق زیادہ واضح ہوتا جارہا ہے۔

جدول1.2: اہم معاشی اظہاریوں کی پیشگوئیاں

	م س10ء		م س11ء
	حقیقی	سالانہ منصوبہ بندی کے اہداف	اسٹیٹ بینک کی پیشگوئیاں
شرح نمو فیصد میں			
جی ڈی پی*	4.1ع	4.5	2 - 3
اوسط گرانی بلحاظ صارف اشاریہ قیمت	11.7	9.5	14.5 - 15.5
زری اثاثے (زر2)	12.5	-	14.5 - 15.5
ارب امریکی ڈالر			
کارکنوں کی ترسیلات	8.9	9	10 - 11
برآمدات (ایف او بی-بی او پی ڈیٹا)	19.6	20	23 - 24
درآمدات (ایف او بی-بی او پی ڈیٹا)	31.1	31.7	34.5 - 35.5
فیصد جی ڈی پی			
مالیاتی خسارہ	6.3	4*	5.5 - 6.5
جاری حسابات کا خسارہ	2	3.4	1 - 1.5

ع: عبوری، * وفاقی بجٹ میں اعلان کردہ مجموعی مالیاتی خسارے کا ہدف، تاہم جامع وفاقی و صوبائی میزانیوں کے اعلان میں یہ بڑھ کر جی ڈی پی کا 5.3 فیصد ہوگیا۔
نوٹ: مالیاتی اور جاری حسابات کے خساروں کے جی ڈی پی کے ساتھ تناسبات کے اہداف م س11ء کی بجٹ دستاویز میں نامیہ جی ڈی پی پر مبنی ہیں جبکہ پیشگوئیاں سال کے نامیہ جی ڈی پی کے عبوری تخمینوں پر مبنی ہیں۔

اگر زری پالیسی اسٹیٹ بینک سے حکومت کی قرض گیری کو مناسب طور پر روک سکے تو گرانی کی توقعات کو تبدیل کرنا مشکل ہوگا۔ مزید برآں اسٹیٹ بینک نجی شعبے پر بلند شرح سود کے اثر سے آگاہ ہے۔ اسٹیٹ بینک نے جنوری 2011ء کی زری پالیسی میں ریٹس کو قائم رکھنے کا فیصلہ کیا جو منڈی کے لیے غیر متوقع تھا۔ جیسا کہ ہم اپنے پچھلے زری پالیسی بیان میں واضح کیا اس کی دو وجوہات تھیں: ایک، بیرونی شعبے کی سہولت اور دوسرے، حکومت کے ساتھ یہ افہام و تفہیم کہ وہ مرکزی بینک سے اپنی مالکاری کو آخر ستمبر 2010ء کی سطح تک محدود رکھے گی۔ مستقبل میں ہماری جانب سے مزید کارروائی کا انحصار اس پر ہوگا کہ یہ دونوں معاملات کیسے طے پاتے ہیں اور گرانی کی توقعات کی کیا صورت بنتی ہے۔

مالیاتی حوالے سے آر جی ایس ٹی (اور اس معاملے میں پیش رفت) کے بارے میں نہ ختم ہونے والی بحث سے اصل مسئلے کی عکاسی ہوتی ہے۔ تاہم وسط مارچ 2011ء میں کئی اقدامات کا اعلان کیا گیا ہے: (1) موجودہ انکم ٹیکس گزاروں پر 15 فیصد فلڈ سرچارج، (2) کھاد، کیڑے مار دواؤں، ٹریکٹروں، شکر اور پلانٹ اور مشینری پر جی ایس ٹی کا استثنا ختم کردیا گیا ہے، اور (3) اسپیشل ایکسائز ڈیوٹی 1 فیصد سے بڑھا کر 2.5 فیصد کردی گئی ہے۔ اگرچہ ان عبوری اقدامات کی ضرورت ہے تاہم ہم اب بھی سمجھتے ہیں کہ حکومت کے محاصل کے اہداف بہت بڑھے ہوئے ہیں اور ہم اپنی اس پیش گوئی پر قائم ہیں کہ م س11ء کے لیے مالیاتی خسارہ جی ڈی پی کے 5.5 فیصد سے 6.5 فیصد کی حدود میں ہوگا۔

ہمیں اب بھی تشویش ہے کہ عام مطالبات کو حالیہ سیاسی سہارا ملنے سے اصلاحات کے عمل میں رکاوٹیں پیدا ہوں گی، خصوصاً پٹرولیم مصنوعات کی قیمتوں میں اضافے کی منتقلی کے خلاف مزاحمت، بجلی کے نرخوں، گھاٹے میں جانے والے سرکاری کاروباری اداروں کی تشکیل نو اور آر جی ایس ٹی کے نفاذ کے حوالے سے۔

ہمارا نقطہ نظر یہ ہے کہ خسارے کے اہداف پورے کرنے کے لیے ترقیاتی اخراجات (پی ایس ڈی پی) میں مسلسل کٹوتی سے ظاہر ہوتا ہے کہ پاکستان صرف تین راہیں چن سکتا ہے: مالیاتی محاصل بڑھانے کے لیے خصوصی اقدامات، گھاٹے میں جانے والے سرکاری کاروباری اداروں کی اصلاح اور صارف آخر (end-user) کی زراعانت ختم کرنا۔ جہاں تک محاصل کا تعلق ہے، اگرچہ آر جی ایس ٹی مرکزی نقطہ بن گیا ہے تاہم محاصل میں بگاڑ اور بھاری استثنا (مثلاً زراعت اور املاک کی غیر مؤثر ٹیکسیشن) پر سنجیدگی سے توجہ دینے کی ضرورت ہے۔

جیسا کہ پہلے ذکر ہوا بیرونی شعبے کی صورتحال اطمینان بخش ہے۔ جولائی تا فروری م س11ء کے دوران پاکستان کا جاری حسابات کا خسارہ صرف 9 کروڑ 80 لاکھ ڈالر تھا جبکہ م س10ء کی اسی مدت میں 3 ارب 2 کروڑ 70 لاکھ ڈالر کا خسارہ ہوا تھا۔ اس بہتری کے اسباب میں ڈالر کی شکل میں 20.3 فیصد کی بھرپور برآمدی نمو (ٹیکسٹائل کی بلند قیمتوں کے سہارے)، اشیا سازی اور صارفی طلب کی سست رفتاری (جس کی عکاسی درآمدات کی 12.7 فیصد نمو سے ہوتی ہے) اور بھرپور ترسیلات (جو م س10ء کے مقابلے میں 18 فیصد زیادہ ہے) شامل ہیں۔ اس کے باوجود مالی کھاتے میں خالص بیرونی رقوم کی آمد تیزی سے گھٹی ہے کیونکہ آئی ایم ایف کا پروگرام معطل ہونے سے دیگر عالمی مالی اداروں اور دوطرفہ عطیہ دہندگان سے آنے والی رقوم رک گئی ہیں۔ تاہم جاری کھاتے میں بہتری سے پاکستان کے زرمبادلہ کے ذخائر ریکارڈ بلندی پر پہنچ گئے ہیں جبکہ پاکستانی روپیہ مستحکم ہے۔

1.2 مستقبل کے امکانات

اگرچہ ہمارے پاس جنوری تا مارچ 2011ء کے باضابطہ اعداد و شمار نہیں ہیں تاہم ابتدائی جانچ سے پتہ چلتا ہے کہ بیرونی شعبہ مستحکم رہے گا۔ ہم مالیاتی امور کے حوالے سے ہونے والی پیش رفت کے بارے میں محتاط انداز میں پرامید ہیں جیسا کہ رواں مالی سال کے دوران خسارے کو 210 ارب روپے کم کرنے کے سلسلے میں حالیہ مالیاتی اقدامات سے ظاہر ہے۔ جہاں تک بینکاری کا تعلق ہے، کپاس کی عالمی قیمتوں کے حالیہ نقطہ عروج سے نیچے آنے اور قرضوں کی موسمی طلب میں کمی کے نتیجے میں ٹیکسٹائل قرضہ جات میں اضافہ سست ہوسکتا ہے۔ یہ بھی توقع ہے کہ بینک زیادہ مالیت کا قرضہ حکومت کو دیں گے اور بلند مالیاتی خسارے اور بیرونی امداد میں رکاوٹ کی بنا پر نجی شعبے کے لیے قرضوں کی گنجائش کم ہو جائے گی۔

قبل ازیں زیرِ بحث آنے والے ایک نکتے پر زور دینا ضروری معلوم ہوتا ہے۔ محاصل بڑھانے کے حال ہی میں بعض اقدامات اٹھائے جانے کے باوجود سالانہ اہداف اب بھی سخت سے زیادہ لگتے ہیں۔ ان اقدامات پر عمل درآمد نہ ہوسکا تو بین الاقوامی مالی اداروں سے بیرونی رقوم کی متوقع آمد متاثر ہوسکتی ہے۔ ایک طرف مالیاتی دباؤ اور دوسری طرف ہدف سے کم بیرونی رقومات سے ملکی مالکاری پر دباؤ بڑھ سکتا ہے، جس کے نتیجے میں یا تو نجی شعبے کے لیے قرضے کی گنجائش مزید کم ہو جائے گی یا پھر اسٹیٹ بینک سے قرض لینا پڑے گا جو ناخوشگوار عمل ہوگا اور نتیجتاً ملک کے اقتصادی مسائل حل کرنے کے لیے کیے گئے بعض مثبت اقدامات کو واپس لینا پڑ سکتا ہے۔

پاکستان کی معیشت کے مستقبل کی بہتر تفہیم کے لیے ہم چار مسائل کا ذکر کریں گے جن کا بغور جائزہ لینا ضروری ہے: (1) ربیع م س11ء میں زراعت کے حوالے سے مثبت پہلو، (2) آئی ایم ایف کے پروگرام کی حیثیت اور مالیاتی دباؤ، (3) کمرشل بینکوں کا خطرے سے گریز کا رویہ، اور (4) تیل کی قیمت۔ یہ واضح ہے کہ سرمایہ کاری کا غیر یقینی منظر نامہ اور شدید بدامنی بھی (انتہا پسندی سے مقابلے کے حوالے سے) اس صورتحال کو بہت متاثر کرے گی۔

ہماری دانست میں اگست 2010ء کے سیلاب میں بے پناہ انسانی نقصان کے باوجود زرعی شعبے کے لیے ممکنہ طور پر ایک مثبت پہلو موجود ہے۔ اس سال گندم کی توقع سے بہتر فصل کے علاوہ م س 12ء میں کپاس، گنے اور چاول کے بارے میں اچھی امیدیں ہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ حالیہ موسمی حالات اس سلسلے میں معاون ہو سکتے ہیں۔ اس موسم سرما میں غیر متوقع طور پر زیادہ برفباری کے نتیجے میں خریف کی فصلیں بہتر ہوں گی جب برف پگھلے گی جبکہ بی ٹی کپاس کے زیادہ استعمال کی بنا پر کپاس کی فصل میں بھی بہتری آئے گی۔ اگرچہ اگلی فصل کے اہداف اب تک مستحکم نہیں ہوئے ہیں تاہم توقع ہے کہ م س 12ء کا ہدف ایک کروڑ 70 لاکھ گانٹھوں تک جا سکتا ہے جبکہ م س 11ء کا ہدف ایک کروڑ 45 لاکھ گانٹھیں اور اصل پیداوار ایک کروڑ 17 لاکھ گانٹھوں کی ہوئی تھی۔ م س 12ء میں جی ڈی پی کے حوالے سے مثبت پہلو خاصا نمایاں ہے بشرطیکہ ایسا ہو سکے۔

ٹیکسوں کی ادائیگی کے خلاف معاشرتی و سیاسی مزاحمت کی وجہ سے آئی ایم ایف سے مذاکرات میں پاکستان کو دشواریوں کا سامنا ہے۔ پس یہ امر باعث حیرت نہیں کہ پروگرام معطل ہے، اور بعض حالیہ ٹیکس اقدامات کو بھی بہت عمدہ نہیں کہا جا سکتا کیونکہ ان کی نوعیت یکبارگی اقدام کی ہے۔ جہاں تک مستقبل کا سوال ہے، جی ایس ٹی سے استثنیٰ کی واپسی جیسے اقدامات م س 12ء کے بجٹ کے لیے زیادہ ہمہ گیر اور بھرپور ارادوں کی نشاندہی کرتے ہیں، اس لحاظ سے ٹیکس ادا نہ کرنے والے متمول افراد کی نشان دہی ایف بی آر کی حالیہ کوششیں اچھی علامت ہے۔

معلوم ہوتا ہے کہ حکومت اہم متعلقہ فریقوں (پاکستان کی سیاسی قیادت) کے ساتھ ان پالیسیوں پر عمل درآمد کے لیے کام کر رہی ہے جن کی مطلوبہ حمایت کی ان کے مالی و سیاسی حلقۂ اثر سے توقع نہیں کی جا سکتی۔ تاہم اس سلسلے میں ہم پر امید ہیں کہ کثیر جماعتی کوششوں سے اس مشکل معاشی دشواری پر قابو پایا جا سکے گا۔ امید ہے کہ ان مالیاتی دشواریوں کے باوجود حکومت مرکزی بینک سے اپنی قرض گیری کو ستمبر 2010ء کی سطح سے نیچے رکھنے کا وعدہ پورا کرتی رہے گی۔

پچھلے نکتے سے منسلک یہ بات بھی ہے کہ حکومت سے اپنی قرض گیری کی ضروریات کمرشل بینکوں کو منتقل کرتے رہنے کی توقع ہے۔ ہم سمجھتے ہیں کہ بینک اس سے مطمئن ہوں گے کیونکہ اس سے خطرہ بہ وزن اثاثے کم ہوں گے اور غیر ادا شدہ قرضوں میں اضافے کے پیش نظر اس امر کی اہمیت ہے۔ منفی پہلو یہ ہے کہ نجی شعبے کے قرضے کے خطرے کے لیے بینکوں کی طلب معلوم ہوتا ہے ختم ہو گئی ہے جو معاشی نمو اور روزگار کی تخلیق کے لیے اچھی علامت نہیں۔ لگتا ہے کہ کمرشل بینکوں نے اپنا مالی وساطت کا کردار تقریباً ترک ہی کر دیا ہے۔

آخراً، اصل اندیشہ تیل کی بڑھتی ہوئی قیمتوں کا ہے۔ اگر سیاسی عدم یقینی رہتی ہے اور مشرق وسطیٰ/شمالی افریقہ کے خطے میں مزید پھیلتی ہے تو تیل کے نرخ گذشتہ کچھ عرصے کی نسبت اور بھی تیزی سے بڑھ سکتے ہیں۔ اس سے عالمی معیشت خاصی متاثر ہو گی مگر پاکستان پر اس کا اثر کہیں زیادہ ہو سکتا ہے۔

مالیاتی گنجائش کے فقدان کی بنا پر پٹرولیم مصنوعات کی ملکی قیمتیں بین الاقوامی نرخوں کی مناسبت سے ہونی چاہئیں جس کا مطلب گرانی خصوصاً غذائی گرانی پر مزید دباؤ ہو گا۔ بجلی کی پیداوار کے لیے درآمد شدہ فرنس آئل کے بڑھتے ہوئے استعمال کے پیش نظر ٹیرف بھی بڑھانے پڑیں گے جس سے سماجی اور سیاسی دباؤ میں اضافہ ہو سکتا ہے۔ پھر بجلی کے شعبے اور اجناسی مالکاری دونوں میں گردشی قرضے کا مسئلہ ہے جو مالیاتی حوالے سے بدستور بوجھ ڈال رہا ہے۔

مذکورہ بالا عوامل کے علاوہ بقیہ معیشت پر اثرات مندرجہ ذیل ہوں گے: تیل کی قیمتیں بیرونی شعبے پر اثر ڈالیں گی (کپاس کی کم قیمتوں سے یہ اثر سنگین تر ہوسکتا ہے)، پٹرولیم کی قیمتوں میں اضافہ گاڑیوں اور تعمیرات (اور متعلقہ ذیلی شعبوں) کی طلب پر اثر انداز ہوگا، اور فرنس آئل کی بڑھتی ہوئی قیمتیں توانائی کی موجودہ قلت کی صورتحال کو مزید بگاڑ دیں گی۔

حتمی تجزیے میں امید ہی کی جاسکتی ہے کہ دنیا میں تیل کی قیمت کا ایک اور دھچکا نہیں آئے گا۔

1.3 خلاصہ

1.3.1 حقیقی شعبہ

سیلاب نے م س 11ء کی پہلی سہ ماہی میں حقیقی شعبے کی کارکردگی کو اگرچہ بری طرح متاثر کیا تاہم تازہ ترین اعداد و شمار سے معمولی سی بحالی کا پتہ چلتا ہے۔ مالی بحران کے بعد ترقی یافتہ منڈیوں میں اقتصادی بحالی کا عمل جاری ہے جس کے نتیجے میں برآمدی صنعتوں کو ملنے والے آرڈرز میں نمایاں بہتری پائی گئی ہے، مزید برآں کارکنوں کی ترسیلات کی آمد اور زرعی اجناس کے بہتر نرخوں سے ملکی طلب کو بدستور مہمیز مل رہی ہے۔

زرعی شعبے کی بات کی جائے تو خریف کے دوران سیلاب سے ہونے والے نقصانات کا کچھ ازالہ ربیع کی فصل سے ہونے کی توقع ہے۔ اگر موسم ناسازگار نہ ہوا تو امید ہے کہ خصوصاً گندم کی پیداوار کو ان عوامل کا فائدہ پہنچے گا: (1) آبی ذخائر کی سطح اوسط سے زائد ہے، (2) سیلاب کی بدترین تباہی کا سامنا کرنے والے علاقوں میں کسانوں کو اعلیٰ معیار کے تصدیق شدہ بیج دیے گئے ہیں، اور (3) دنیا بھر میں اجناس کی قیمتیں بڑھ رہی ہیں۔ زرعی پیداوار میں بحالی اگرچہ توقع سے تیز ہوسکتی ہے تاہم یہ بحالی وسیع البنیاد ہونے کا امکان نہیں۔ م س 11ء کی زرعی نمو، سوائے گندم کے، ہدف سے کم رہ سکتی ہے کیونکہ سیلاب سے پیدا ہونے والی بہت سی دشواریوں پر اب تک قابو نہیں پایا جاسکا ہے۔

بڑے پیمانے کی اشیا سازی کے شعبے میں پہلی بار دسمبر 2010ء سے مثبت نمو ہو رہی ہے، اس بحالی میں اہم حصہ موٹر سازی اور شکر کا ہے۔ تاہم بہت سی صنعتوں کو عملی دشواریوں کا سامنا ہے جن سے حالیہ مہینوں میں ان کی پیداوار متاثر ہوئی ہے۔ سب سے زیادہ قابل ذکر بات یہ ہے کہ گیس کی قلت نے قدر اضافی کے حامل ٹیکسٹائل، کھاد اور کیمیکلز کے شعبوں کو متاثر کیا ہے جو کہ بڑے پیمانے کی اشیا سازی میں پائیدار بہتری لانے میں بنیادی اہمیت رکھتے ہیں۔

توقع ہے کہ م س 11ء کے بقیہ عرصے میں اجناس کی پیداوار کے شعبے میں بحالی شعبہ خدمات کی نمو میں بھی معاونت کرے گی۔ ہائی اسپیڈ ڈیزل کے بلند نرخ ٹرانسپورٹ، ذخیرہ کاری اور مواصلات میں سرگرمی کو ماند کر سکتے ہیں۔ تاہم گندم کی ریکارڈ پیداوار، اور سیلاب کے بعد بحالی کی ملک گیر سرگرمیوں کی بنا پر خدمات کی طلب بڑھنے سے اس کمی کے اثرات زائل ہو جائیں گے۔

مستقبل میں حقیقی پیداوار کے شعبے کی کارکردگی کو جو چند بنیادی خطرات لاحق ہوں گے ان کا تعلق بجلی کی مسلسل قلت، تیل اور صنعتی خام مال کی

بڑھتی ہوئی قیمتوں اور مالیاتی رکاوٹوں کی بنا پر ترقیاتی اخراجات میں مزید کٹوتیوں سے ہے۔

1.3.2 قیمتیں

مالی سال 11ء کی پہلی ششماہی کے دوران سیلاب سے پہنچنے والے رسدی دھچکوں، اجناس کی بڑھتی ہوئی عالمی قیمتوں اور مالیاتی خسارے کی تسکیک نے قیمتوں پر دباؤ برقرار رکھا جس سے گرانی دوہندسی رہی۔ تاہم جنوری فروری 2011ء کے دوران سال بسال گرانی میں کسی حد تک اعتدال آیا جس کا سبب یہ تھا کہ سیلاب کے سبب غذائی گرانی میں ہونے والا اضافہ بے اثر ہوگیا اور تیل کی خردہ ملکی قیمتوں کو عالمی قیمتوں کے مطابق بڑھانے میں تاخیر کی گئی۔

مالی سال 11ء کے باقی عرصے میں گرانی کا دباؤ مضبوط رہنے کا امکان ہے کیونکہ آئی ایم ایف پروگرام جاری رکھنے کے لیے محاصل بڑھانے کے اضافی اقدامات اور بجلی کی قیمتوں میں اضافہ درکار ہے۔ ان اقدامات سے گرانی بڑھے گی۔ گرانی میں حالیہ اعتدال کے باوجود اسٹیٹ بینک کو توقع ہے کہ آخر سال تک گرانی 14.5 تا 15.5 فیصد کے درمیان رہے گی۔

1.3.3 زر اور بینکاری

رواں مالی سال کے ابتدائی آٹھ مہینوں کے دوران زرِ وسیع کی رسد (زر2) میں 7.7 فیصد اضافہ ہوا جبکہ گذشتہ برس کی اسی مدت میں 5.7 فیصد اضافہ ہوا تھا۔ زر کی رسد کے اجزائے ترکیبی میں نمایاں بہتری آئی ہے کیونکہ دوسری سہ ماہی میں نجی شعبے کو قرض گاری میں تیزی آئی اور بیرونی کھاتے کی صورتحال نمایاں طور پر بہتر ہوئی۔

تاہم سرکاری قرض گیری سے معیشت میں طلب کا دباؤ بڑھتا رہا اور خالص ملکی اثاثوں میں بیشتر اضافہ اسی قرض گیری کی بنا پر ہوا۔ آئی ایم ایف کے ساتھ طے شدہ بنیادی ساختی اصلاحات چونکہ مؤخر ہوگئیں چنانچہ دیگر کثیر جہتی ڈونرز سے رقوم کی آمد عارضی طور پر رک گئی۔ سیلاب کی وجہ سے اخراجات اور تیل کی بڑھتی ہوئی قیمتوں نے سرکاری مالی صورتحال پر اضافی بوجھ ڈالا۔ نتیجتاً حکومت نے بیشتر انحصار جدولی بینکوں سے قرض گیری پر کیا۔

سرکاری شعبے میں قرضے کی مستحکم طلب کے باوجود م س 11ء کی دوسری سہ ماہی میں بازارِ زر خاصا سیال رہا۔ بازارِ زر کے سودوں کے ادخال کی تعداد اور اوسط حجم نمایاں طور پر بڑھ گیا، بلکہ بعض اوقات اسٹیٹ بینک کو اضافی سیالیت جذب کرنے کے لیے مداخلت کرنی پڑی۔ سیالیت کی صورتحال بہتر ہونے میں دیگر عوامل کے ساتھ ساتھ اس بات کو بھی دخل ہے کہ حکومت نے اضافی گندم کے ذخائر برآمد کرنے کا فیصلہ کیا جس کے بعد اجناسی قرضے واپس کیے گئے، نیز آئل ریفائنریوں نے بھی قرضے واپس کیے۔

چنانچہ م س 11ء کی دوسری سہ ماہی کے دوران نجی شعبے کو قرضے دینے کے حوالے سے بینکوں کی صورتحال اطمینان بخش تھی۔ جن صنعتوں کو خام مال کے بلند نرخ برداشت کرنے پڑ رہے تھے، خصوصاً ٹیکسٹائل شعبے کی صنعتوں کو، ان میں تجارتی مالکاری اور جاری سرمائے کے قرضوں کی طلب خاص طور پر مستحکم تھی۔ منفی پہلو یہ ہے کہ معینہ سرمایہ کاری کے قرضے تیزی سے کم ہوگئے۔

1.3.4 مالیات

مالی سال 11ء کی پہلی ششماہی کے دوران مجموعی مالیاتی صورتحال بگڑی ہے، بجٹ خسارہ بڑھ کر جی ڈی پی کے 2.9 فیصد تک پہنچ گیا جو گذشتہ برس اسی مدت میں 2.7 فیصد تھا۔ رواں مالی سال کی دوسری سہ ماہی کے دوران غیر ٹیکس محاصل میں معقول نمو سیلاب اور سلامتی سے متعلق اخراجات کی نذر ہوگئی۔ چنانچہ م س 11ء کا مالیاتی خسارہ حال میں اعلان کردہ میزانی اقدامات کے باوجود جی ڈی پی کے 5.3 فیصد ہدف سے بڑھ سکتا ہے۔

زیادہ پریشان کن امر یہ ہے کہ اس مالیاتی خسارے کی مالکاری زیادہ مشکل ہوگئی ہے کیونکہ بین الاقوامی مالی اداروں اور کثیر فریقی عطیہ دہندگان سے بیرونی رقوم کی آمد آئی ایم ایف پروگرام کی معطّلی کے پیش نظر بند ہوگئی ہے۔ اس صورتحال میں حکومت بینکوں سے قرض گیری پر بھاری انحصار کر رہی ہے، جس سے نہ صرف قلیل مدتی شرح سود پر دباؤ پڑ رہا ہے بلکہ گرانی کی توقعات پر بھی منفی اثرات مرتب ہو رہے ہیں۔

1.3.5 بیرونی شعبہ

جولائی تا فروری م س 11ء کے دوران پاکستان کے بیرونی کھاتے میں 1.6 ارب ڈالر فاضل رقم آئی جبکہ گذشتہ سال اس عرصے میں 0.5 ارب ڈالر آئے تھے۔ بیرونی کھاتے میں بہتری کی وجہ جاری حسابات کے خسارے میں کمی ہے جو زیر جائزہ عرصے کے دوران گر کر 0.1 ارب ڈالر ہو گیا جبکہ گذشتہ سال اسی عرصے میں یہ 3 ارب ڈالر تھا۔ جاری حسابات کے برعکس مالی حسابات کی فاضل رقم اس عرصے کے دوران نمایاں طور پر کم ہوگئی۔

جاری حسابات کے توازن میں بہتری لانے میں اگرچہ جاری منتقلیوں اور خدمات کا نمایاں حصہ رہا، جولائی تا فروری م س 11ء کے دوران سب سے زیادہ حوصلہ افزا امر برآمدات میں 23.7 فیصد نمو ہے۔ مستقبل میں درآمدات بڑھنے کی بنا پر جاری حسابات میں معمولی سا بگاڑ آ سکتا ہے کیونکہ اجناس خصوصاً تیل کی بلند عالمی قیمتوں کے باعث درآمدی بل میں اضافہ ممکن ہے۔

جاری حسابات کے برعکس مالی کھاتہ م س 11ء کی پہلی ششماہی میں سرمایہ کاری اور قرضے دونوں میں تخفیف کے سبب خرابی کا شکار رہا۔ مالی کھاتے میں بہتری کا انحصار آئی ایم ایف پروگرام کی بحالی پر ہے۔ تاہم مالی رقوم کی آمد گرنے کے باوجود مجموعی بیرونی کھاتے میں فاضل رقم سے زرمبادلہ کے ذخائر ریکارڈ سطح تک بڑھ گئے اور اس سے شرح مبادلہ بھی مستحکم رہی۔